علی گڑھ یونیورسٹی میں شاہ جی کی معرکہ آراء تقریر

مولوی محمد سعید مرحوم
(سابق ایڈیٹر ''پاکستان ٹائمز'' لاہور)

مولوی محمد سعید مرحوم، پاکستان کی انگریزی صحافت کے معمار بزرگوں میں سے تھے۔ ڈان، پاکستان ٹائمز، ٹائمز آف کراچی اور سول اینڈ ملٹری گزٹ میں کام کیا۔ پاکستان ٹیلی ویژن سے بھی منسلک رہے۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ مرحوم اردو کے صاحبِ اسلوب نثر نگار تھے۔ ۱۹۹۱ء میں بعمر اَسّی سال وفات پائی۔ یہ مضمون اُن کی ذاتی یادداشتوں پر مشتمل کتاب ''آہنگ بازگشت'' سے لیا گیا ہے۔ (ادارہ)

علی گڑھ کی مرکزی حیثیت کا اندازہ اس ایک جملے سے ہوتا ہے جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک مرتبہ یونین ہال میں تقریر شروع کرنے سے قبل کہا کہ جب لاہور سے چلا تو احباب نے کہا کہ اگر علی گڑھ کے مسلمانوں سے خطاب کرنا ہے تو شہر کی جامع مسجد میں تقریر کرنا اور اگر پورے ہندوستان کے مسلمانوں سے کچھ کہنا ہے تو یونیورسٹی میں تقریر کرنا۔

اس دور میں علی گڑھ میں چار عظیم ہستیاں آئیں۔ حکمرانوں کے جذبات کے ترجمان لارڈ لوتھین کہ جن کے بارے میں عام تأثر تھا کہ وہ وائسرائے بن کر آرہے ہیں۔ کانگریس کے ذہن کی ترجمان مسز سروجنی نائیڈو، مسلمان وطن پرستوں کے نمائندہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مسلمانوں کے ابھرتے ہوئے نمائندہ محمد علی جناح۔ یہ مشاہیر اپنے اپنے رنگ میں فقید المثال تھے۔

عطاء اللہ شاہ بخاری خوبرو، خوش گلو، خطابت کی ہر رمز کے شناسا اسٹیج پر آتے تو آنکھوں کو بھلے لگتے، بولتے تو فردوس گوش اور تقریر جیسے جیسے ابھرتی دماغ دل کے حق میں دست بردار ہو جاتا اور دل شاہ جی کی انگلیوں میں ہوتا۔ شاہ جی نے یونین ہال میں ایک معرکہ آراء تقریر میں الیوم اکملت لکم دینکم کی تفسیر بیان کی۔ یونین کے صدر کو گمان گزرا کہ تقریر شاید فرقہ وارانہ ہو جائے گی۔ چنانچہ انھوں نے شاہ جی کی خدمت میں عرض کی کہ فرقہ وارانہ تقریر یونین کے قواعد کی رو سے ممنوع ہے۔ شاہ جی نے اطمینان دلایا کہ یونین کی ہر روایت کی پاسداری کی جائے گی۔

تقریر شروع ہوئی۔ اس حال میں کہ سٹیج پر دیگر حضرات کے علاوہ رشید احمد صدیقی جیسے بذلہ سنج اور شستہ مذاق